مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

(نہ رسمیّت ، نہ شخصیّت پرستی)

ع "جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی" (اقبالؒ)

جسمانی دُوری اور مکانی بُعد کے باوجود میں نے کبھی مولانا مودودیؒ سے اپنے آپ کو دُور نہیں پایا۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ بغیر کسی بدنی خول کے میرے سامنے ہیں اور ان کے ارد گرد ان کے سارے مراحل و اشارات اور فرمودات و ہدایات بھی حلقہ زن ہیں، اور جیسے وہ اپنے فکر کی نمائندہ تحریروں کو کسی مجمع کے سامنے دُہرا رہے ہیں، اور جیسے میں کسی حکم کا منتظر بیٹھا ہوں مگر وہ کوئی حکم دیتے ہی نہیں۔ بس پان کھاتے جاتے ہیں۔ کچھ خاص فقرے بولتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ پھر یکایک وہ چشمِ تصور سے غائب ہو کر قصرِ دل میں اُترتے ہیں اور ایک شہ نشین پر بچھی ہوئی قالینی جائے نماز پر بیٹھ جاتے ہیں۔ تب میرا وہ نفسیاتی رابطہ ٹوٹ جاتا ہے جس کی وجہ سے میں ایک فلم دیکھ رہا تھا۔

عقابِ تصور کس بلا کی قوت رکھتا ہے، اس کی پرواز تو بلا تشبیہ کچھ براق اور رفرف جیسی ہے۔ کبھی حدود مکاں میں، کبھی فضائے لامکاں میں۔

کئی لوگ مولانا کے یومِ وفات پر خاص مجالس منعقد کریں گے، مقالات لکھے جا رہے ہیں، مگر میں اُس "سمندر" کو اُس کے طوفانوں اور موتیوں سمیت، چند سطری تحریر کے سفالچۂ حقیر میں کس طرح اُنڈیل سکتا ہوں۔ اتنی سمائی تو میری پوری شخصیت پُر معصیت کے رطلِ گراں میں بھی نہیں، بلکہ سارے زمانے کا ظرف بھی نہ اُسے زندگی میں اپنے اندر سمو سکا اور نہ آج اس کا کوئی امکان نظر آ رہا ہے۔

پورے دَورِ مودودیؒ پر نظر ڈال کر بس ایک ہی نکتہ کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا نے جو نصب العین دوسرے ہم، موسسینِ جماعت کے تعاون اور مشورے سے قرار دیا، جس فکرِ شگرف کا علم بلند کیا، مردانِ کار کے لیے جو معیارِ اخلاق و کردار کا لازم قرار دیا، جماعتِ اسلامی کا جو "مستقل طریقِ کار" (جس کا اساسی تقاضا شخص بہ شخص دعوتِ حق کا پہنچانا ہے) طے کیا، جماعت کے عہدوں اور ملازمتوں کے لیے علمِ دین، خدمتِ دین اور خدمتِ تحریک کے لحاظ سے خاص معیار شرائط و حدود کے ساتھ متعین کیا، بیت المال (ذمہ داری کے لحاظ سے مالِ یتیم جیسی امانت)

کے تصرف کے بارے میں جو محتاط اور متقیانہ رویہ تجویز فرمایا، جماعت کے نظامِ مشاورت کے لیے جو محبت بھری کشادہ فضا ہر قسم کے جوڑ توڑ اور جتھا بندیوں سے پاک مہیا کی، بلکہ اپنی غیر جانبدارا اور غیر تحکم دارانہ امارت وصدارت کی وجہ سے اُسے مقدس و محبوب بنا دیا ــــ تحریک کے ان سارے خطوطِ راست میں ذرا سا بھی ٹیڑھ اور تضاد پیدا کئے بغیر جس شان سے وہ اسلامی انقلاب کے قافلے کو لے کر ۳۸ سال چلے، اس کی وجہ سے میں نے ہی نہیں، بیشتر ساتھیوں نے قلتِ وسائل اور شدتِ مزاحمت کے باوجود یہی سمجھا کہ ہم اپنی انقلابی تحریک کا جھنڈا لیے وقت کے راہوار پر سوار ہیں[1] اور چاہے کتنا ہی وقت لگے، کسی شک وشبہ کے بغیر، ہم ساری فضا پر چھا جائیں گے۔ نہ کوئی تذبذب، نہ اُلجھن، نہ مایوسی، نہ سبتا سختی، نہ گھٹن، اور سخت مصیبت میں بھی کبھی ہمارے سر لٹکے ہوئے اور دل بھینچے ہوئے نہ ہوتے۔

بس یہی ایک نکتہ عرض کرنا چاہتا تھا!

خدا مولانا مودودیؒ کی رُوح پر مسلسل انوارِ رحمت نازل فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ انقلابی تحریکی شعور کے ساتھ ہم اسی نہج پر سارے کاموں کو راست کریں اور جو امانتِ تحریک مولانا مودودیؒ اور دیگر موسسینِ جماعت اور ہزارہا سابق کارکنانِ جماعت کی طرف سے ہم تک پہنچی ہے اس کا ایک ذرہ بھی ضائع اور اس کا ایک لفظ بھی مسخ کیے بغیر ہم اُسے روز بروز زوردار تر بنا دیں۔

؎ ”پھر ساری یہ دُنیا تیری ہے!“

(مولانا ظفر علی خان)

---

[1] یہ تو میری اپنی کوئی کمزوریٔ ایمان یا کوتاہیٔ علم ہے کہ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جس راہوار پر ہم سوار تھے، اُس نے ہمیں ایک سنگلاخ وادیٔ احوال میں پٹخ دیا ہے، میں عالمِ تصور میں اس راہوار کے پیچھے دوڑ رہا ہوں اور مجھے لازماً اس پر پھر سوار ہونا ہے۔ ورنہ میرا کوئی مستقبل نہیں ہے۔